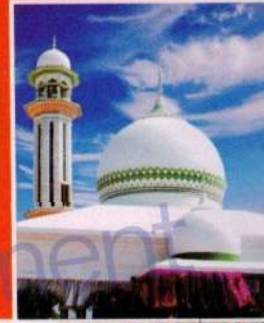


سیرت النبی کریم ﷺ

مجلہ محمد ﷺ فیضانِ اہل بیت

شمارہ نمبر 9
فصل الثانی
1436ھ
2014ء



تعلیمِ اہل بیت
کے احیائی
صور

استاذان
کی
ہمیریت



امام احمد رضا خان
رحمۃ اللہ علیہ

امام احمد رضا خان
رحمۃ اللہ علیہ

روحِ قوالی

خاموشی میں سلامتی ہے
خدا مرشد

عقیدہ قنزلوگ
قبولیت دعا

شاد باش اے عشق خوش سودائے ما اے طیب جملہ علت ہائے ما

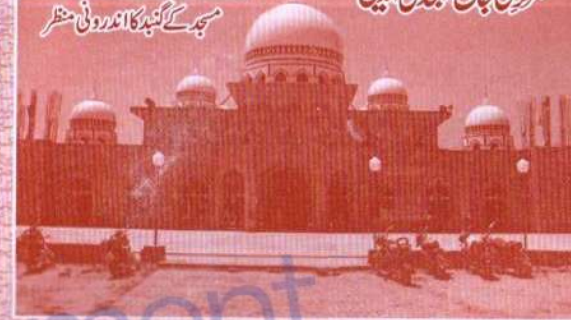
Remove Watermark Now

شہر فیصل آباد میں
مرشد کریم حضرت پیر محمد علاؤ الدین صدیقی صاحب

کا ایک عظیم علمی و فاضل منصوبہ



مہر کے گنبد کا اندرونی منظر

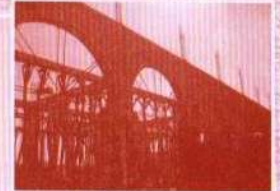


مرکزی
جامع مسجد
محمی الدین
سدا رہنما
فیصل آباد
کے متصل

محمی الدین اسلامی کالج



زیر تعمیر
اس عظیم منصوبہ میں
سیمینٹ، ریت، سٹیل
اینٹیں، بجری اور
مالی تعاون کے ذریعہ
شامل ہو کر عن اللہ
اجر عظیم حاصل کریں



شیخ حاجی محمد شیراؤ صدیقی (داؤد یکساں ملز) شیخ حاجی محمد آصف صدیقی (سدا ہسٹری فیکس)
سدا محی الدین ٹرسٹ انٹرنیشنل فیصل آباد 0300-8662234 ہاجہ محی الدین ٹرسٹ انٹرنیشنل فیصل آباد 0321-7840000

خدا محی الدین ٹرسٹ انٹرنیشنل، فیصل آباد

فیضانِ سرسبز

سیرتِ نبویؐ کی تفسیر و تشریح

فیضانِ انور

نقیب صبح سعادت

آفتابِ علم و حکمت و آفتابِ روزِ حقیقت
حضرت پیر محمد علاؤ الدین صدیقی صاحب

محی الدین

ترجمہ و تفسیر

شمارہ نمبر 9 - قسط 1436 - 2014

زاید قاسم صدیقی

نور العارفین

سیطان

مدیر

مدیر

مدیر

مدیر

مدیر

مدیر

مدیر

مدیر

مدیر

- اس شمارے میں
- اداریہ: عقیدت مند لوگ
 - تور قرآن: قبولیت و دعا
 - تور حدیث: خاموشی میں سلامتی ہے
 - آستانوں کی اہمیت
 - پاکستانی خانقاہوں میں تعلیمات مجتہدہ کا احیاء کی ضرورت
 - اہل حضرت امام احمد رضا خان بریلوی
 - مروجہ قولی اقوال اولیاء کے آئینے میں
 - خواب مرشد

محی الدین
پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قزوینی صاحب
شیخ الحدیث علامہ محمد تقی عثمانی صاحب
علامہ محمد عظیم الحق محمودی صاحب
علامہ خواجہ حیدر احمد قادری صاحب
ڈاکٹر عبدالغفور صاحب
پروفیسر عبدالخالق صاحب

محی الدین
حاجی محمد شیراؤ صدیقی
حاجی شیخ محمد آصف صدیقی
حاجی محمد عثمان صدیقی
علیہ نقیاحی احمد عثمانی
سیّدہ بازیدہ، شیخ محمد نعیم صدیقی
محمد ایوان صدیقی، محمد اظہار صدیقی
محمد بابر صدیقی

محی الدین
ڈاکٹر امتیاز احمد شیخ
ڈاکٹر محمد تقی عثمانی
محمد حسین عثمانی
جمہلہ ممبران
محی الدین ٹرسٹ انٹرنیشنل فیصل آباد

رابطہ نمبرز
041-2636130
0321-7611417

فاؤت آرٹسٹ

رابطہ نمبرز
041-2636130
0321-7611417

جامع مسجد محمی الدین
سدا رہنما

صدیقہ پابیک شہر فیصل آباد

اداریہ عقیدت مند لوگ

اسلامی سال کے دوسرے ماہ مہینہ مظلہ میں کئی ایک بزرگ ہستیاں مقبولان بارگاہ خدا کے ایام وصال ہیں۔ جن کی یاد میں محافل منعقد کی جاتی ہیں۔ جس میں قرآن پاک کی تلاوت، درود شریف، کلمہ شریف کا ورد اور علماء کرام قرآن و حدیث کی دروس سے حاضرین کی اصلاح فرماتے ہیں۔ ایسی محافل کو عرس کا نام دیا جاتا ہے۔ تقاریب عرس میں جو کچھ ہوتا ہے قرآن و حدیث میں اس کی تائید تو ہے منع نہیں کیا گیا۔ اور پھر عقیدت مند لوگ مزارات اولیاء پر حاضری دیتے ہیں۔ کچھ لوگ تو یاد آخرت کیلئے اور کچھ عقیدت سے حاضر ہو کر اکتساب فیض بھی کر لیتے ہیں۔ جس طرح حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہوئے۔ اکتساب فیض کیا۔ اور یہ فرما گئے۔

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا ناقصاں را بحر کامل کلاماں راہ را ہنما علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دی تو کیا خوب فرمایا۔

حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر وہ خاک کہ ہے زیر فلک مطلع انوار اس خاک کے ذیل سے ہیں شرمندہ ستلے اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحب اسرار اور اس قدر متاثر ہوئے کہ فیض کی بھیک اس طرح طلب کی۔ سبحان اللہ تین سو سال سے ہیں ہند کے میخانے بند اب مناسب ہے کہ تیرا فیض ہو عام اے ساقی تو میری رات کو مہتاب سے محروم نہ رکھ تیرے پیمانے میں ہے ماہ تمام اے ساقی یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ مزارات اولیاء پر حاضری دینا اور فیض کا حاصل کرنا اسلاف کا عمل ہے جی ہاں عقیدت مند لوگ صرف مزارات پر حاضری ہی نہیں دیتے بلکہ صاحبان مزار کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر اپنی زندگیوں کو بھی قابل رشک بنا لیتے ہیں۔ ان کے مشن کو اپنا کر سرخرو ہو جاتے ہیں۔ آئیے اولیائے کرام کی محبت، سیرت و تعلیمات کو اپنا کر عہد عقیدت مند لوگوں میں شامل ہونے کی سعی کرتے ہیں۔

از مہینہ مظلہ

نور قرآن قبولیت دعا

از مہینہ مظلہ

میں دعا کرنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہوں جب وہ مجھ سے دعا کرتا ہے۔ آیت ۱۸۶ سورۃ البقرہ) اللہ کریم بڑا مہربان ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر تو خاص کرم نوازی فرماتا ہے۔ بندہ اللہ سے فریاد کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فریاد سنتا ہے۔ کرم فرما دیتا ہے۔ جو بندے کے حق میں بہتر ہو وہ عطا فرما دیتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ دعا عبادت کا مغز ہے۔ (جامع ترمذی) دوستو! دعا سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔ منگنے کا کام مانگنا ہے۔ اور داتا کا کام دینا ہے۔ مشکوں میں شامل رہنا چاہیے۔ رب کی رحمت تو بخشنے کا بہانہ تلاش کرتی ہے۔ ہر نماز کے بعد دعا مانگنا بندے کی شان ہے اور عطا فرمانا اللہ رب العالمین کی شان ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص یہ چاہے کہ اللہ کریم نعمتوں اور مصیبتوں میں اس کی دعا قبول فرمائے۔ تو وہ پیش و آرام میں کثرت سے دعا کرے۔ (جامع ترمذی) حضرت ابوالامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عرض کیا گیا یا رسول اللہ کس وقت کی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رات کے آخری حصہ میں اور فرض نمازوں کے بعد (جامع ترمذی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب تم میں سے کوئی شخص دعا کرے تو پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرے پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اس کے بعد سوال کرے تو اس کی قبولیت متوقع ہے۔

پورے عزم و یقین سے دعا کرنے کا حکم ہے۔ غافل دل کی دعا قبول نہیں کی جاتی۔ خشوع و خضوع عاجزی و انکساری سے طلب کی ہوئی فریاد قبولیت کا اعزاز حاصل کر لیتی ہے۔ جب بندہ خود کو محتاج سمجھ کر اپنے رب سے طلب کرتا ہے اللہ رب العالمین اپنی شان کریمی سے ضرور نوازا تا ہے۔ سارے خزانوں کا مالک اللہ ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا فرما دیتا ہے۔ امتی جب اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ رب کے حضور پیش کرتا ہے۔ تو وہ خوش ہو کر اپنے محبوب کی

امت کو خیرات سے مالا مال فرمادیتا ہے۔

حافظ ابن عساکر روایت کرتے ہیں۔ ابراہیم بن نصر کرمانی کیے از ابدال میں وہ بیان کرتے ہیں۔ کہ دس وجوہات سے لوگوں کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ 1- اللہ کا اقرار کرتے ہیں اور اس کا حکم نہیں مانتے۔ 2- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے ہیں اور آپ کی سنت کی اتباع نہیں کرتے ہیں۔ 3- قرآن مجید پڑھتے ہیں اور اس پر عمل نہیں کرتے۔ 4- جنت کو پسند کرتے ہیں اور اس کے راستے پر نہیں چلتے۔ 5- جہنم کو ناپسند کرتے ہیں اور اس کے راستے پر دھکم پیل کرتے ہیں۔ 6- اہل بیت کو اپنا دشمن کہتے ہیں اور اس کی موافقت بھی کرتے ہیں۔ 7- مال جمع کرتے ہیں اور حساب کے دن کو یاد نہیں کرتے۔ 8- اپنے بھائیوں کے عیوب تلاش کرتے ہیں اور اپنے عیوب نہیں دیکھتے۔ 9- لوگوں کو دفن کرتے ہیں اور اپنی موت یاد نہیں کرتے۔ 10- قبریں کھودتے ہیں پھر بھی عالیشان مکان بناتے ہیں۔ (تبیان القرآن جلد ۱ ص ۷۳۶)

ہر جائز دعا مانگتے رہو اپنا محاسبہ کرتے ہوئے رب کے حضور پیش ہوتے رہو۔ اس لئے کہ اس کو اپنے دربار میں حاضر ہو کر دعا کرنے والے لوگ پسند ہیں۔

المدینہ لائبریری

- ☆ علمائے اہلسنت کی کتب مطالعہ کیلئے مفت حاصل کریں۔
- ☆ علمائے اہلسنت کے بیانات اپنے میموری کارڈ، یو ایس بی میں مفت ڈاؤن لوڈ کروائیں۔
- ☆ ماہنامہ مجلی الدین بھی مفت حاصل کریں۔ مرکزی آفس P-95 بازار نمبر 2 مرضی پورہ

برانچ 1: رضوان موہا بلک بازار نمبر 3 نزد جامع مسجد نورانی بریلوی نوا لاروڈ فیصل آباد

برانچ 2: محبوب ٹیلرز نزد جامع مسجد غوثیہ سلطانی چوک غلام محمد آباد 0321-703164

نور حدیث خاموشی میں سلامتی ہے

از: مدبر اعلیٰ

من صحت نجا۔۔۔۔۔ حدیث مبارکہ ترجمہ:- جو خاموش رہا وہ نجات پا گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مختصر جامع کلمات میں حکمت کے در بے بہا پوشیدہ ہیں۔ کریم آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر عمل پیرا ہونے میں ہی دونوں جہان کی آبرو ہے۔ زیادہ بولنے والا شخص زیادہ خطائیں کرتا ہے۔ زیادہ بولنے والا جھوٹ بھی بول جاتا ہے۔ غیبت، چغلی بھی زیادہ بولنے والا ہی کرتا ہے۔ اور جو خاموش رہتا ہے۔ وہ تمام برائیوں سے بچ جاتا ہے۔ امن میں رہتا ہے۔ کرم ہی رہتا ہے۔ بھرم میں رہتا ہے۔ شرم میں رہتا ہے اور نجات یافتہ میں شامل ہو جاتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے۔ جو شخص اللہ پر اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ نیک بات کرے یا چپ رہا کرے۔ ایک اعرابی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ عرض کرنے لگا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی ایسا عمل بتائیے جس سے مجھے جنت مل جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بھوکے کو کھانا کھانا، پیاسے کو پانی پلانا، اچھی بات کا حکم دینا، اور برائی سے منع کرنا۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو اپنی زبان سے سوائے خیر کے کچھ نہ بولنا۔ اتنا سستا سودا، سبحان اللہ، آؤ دوستو! ہم بھی فضول گفتگو سے اجتناب کرتے ہیں اور گپ شپ کے عنوان سے ایسی باتیں جن کا نہ دنیاوی فائدہ نہ ہی دینی فائدہ ہونہ کرنے کا عزم کرتے ہیں۔ اس لئے کہ منہ سے نکلا ہوا ہر لفظ فرشتہ تحریر کرتا ہے۔ بولو تو بولنے سے پہلے تو لو۔ کہ جو کہنے لگا ہوں اس سے خاموشی اچھی ہے یا کہ بولنا ہی نفع بخش ہے۔ تو دانا کہلاؤ گے۔ قلاح پا جاؤ گے۔ سننے کیلئے دوکان ہیں ان سے سنو۔ حکمت سمیٹ لو۔ خاموشی میں سلامتی ہے۔

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ منہ میں کنکر رکھتے تاکہ بولنے سے رُکے رہیں اور اپنی زبان کی طرف اشارہ کر کے فرماتے۔ اس نے مجھے بہت سے گھاٹ اتارا ہے۔

اللہ کریم ہمیں بھی خاموش رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

آستانوں کی اہمیت

مرشد کریم حضرت علامہ محمد علاؤ الدین صدیقی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے ملفوظات "مفتاح الکفر" سے انتخاب آپ حضرات نے دیکھا ہوگا کہ دربار بستیاں سے باہر اور بستیاں عموماً دریاؤں سے دور ہوتی ہیں اور چشمے بستیاں کے اندر ہوتے ہیں یا بستیاں کے قریب ہوتے ہیں تاریخ جب اظہار کرے گی تو دریا کا ذکر کرے گی آپ نے آج تک تاریخ کی کتابوں میں چشموں کا ذکر نہیں دیکھا ہوگا۔ اس لئے کہ تاریخ کی افادیت ہمہ گیر ہوتی ہے جتنے بھی سلاسل اولیاء ہیں نقشبندی قادری چشتی سہروردی ان کی مثال دریا کی ہے انہوں نے اپنا فیض مخلوق تک پہنچانے کے لئے چشمے مقرر کر رکھے ہیں کوئی چھوٹا چشمہ ہے کوئی بڑا چشمہ ہے یہ سب مخلوق کی سہولت کے لیے ہے۔ اگرچہ زمینی رابطہ چشمے اور دریا کا ایک ہی ہے مگر گھروں میں پانی چشموں کے ذریعہ پہنچایا جاتا ہے۔ آپ اپنے سامنے اس بلب کو روشن دیکھ رہے ہیں اگرچہ اس کا تعلق تربیلہ ڈیم یا منگلا ڈیم سے ہے مگر اس وقت اس کو بجلی آپ کے محلے میں لگے ٹرانسفارمر سے مل رہی ہے اس طرح لاکھوں کروڑوں بلب ایک ہی تار کے ساتھ لگے ہوئے ہوں جب مرکز سے بن دیا جائے گا تمام قلعے بیک وقت روشن ہو جائیں گے اگر کوئی یہ کہے کہ میں بجلی حاصل کرنے کیلئے تربیلہ ڈیم جاؤں گا تو اس کی غلطی ہوگی یہ سہولت آپ کے گھروں میں گورنمنٹ نے بھیجی ہے اس سے فائدہ اٹھاؤ۔

بعینہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ شریف کے سمندر سے نقشبندی قادری چشتی سہروردی دریا بھیجے ان دریاؤں نے لوگوں کی سہولت کے لئے خلفاء کرام کی صورت میں چشمے ان کی بستیاں میں بھیجے تاکہ کوئی پیاسا نہ رہے ان کے ساتھ رابطہ ضروری ہے آستانوں پر مقرر کی گئی ماہانہ یا ہفتہ وار ذکر کی محافل میں حاضری دینی چاہیے وہی فیض جو ایک مرکز میں جا کر ملے گا وہی ذکر فکر ادب و اخلاص آپ کو یہاں مل جائے گا۔ آپ کو اگر ریل میں سفر کرنے کا اتفاق ہوا ہو تو آپ نے دیکھا ہوگا کہ محکمہ ریلوے نے وقفہ وقفہ پر ٹکٹ گھر بنائے ہوئے ہیں آپ جس ٹکٹ گھر سے ٹکٹ خرید کر ریل میں بیٹھ جائیں آپ منزل پر پہنچ جائیں گے۔ یہ دیکھ لینا ضروری ہے کہ

بجلی نہ ہو آج کے دور میں بجلی ٹکٹ فروش زیادہ ہیں انکی پہچان ضروری ہے۔ جس درویش کی مجلس آپ کو غفلت کے اندھیروں سے نکال کر بیداری کا درس نہ دے۔ جان لینا چاہیے وہ درویشی کے لباس میں بجلی ٹکٹ فروش ہے۔ فقیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار کا سفیر ہوتا ہے پیر کے ساتھ محبت اسی لئے ہوتی ہے کہ وہ نبی کے در تک رسائی کا ذریعہ ہوتا ہے۔ نماز اور ذکر کی پابندی ضروری ہے۔ نماز انسان پر ایسا فرض ہے جو ہر حال میں ادا کرنا ہی ہے فرض کی بروقت ادائیگی صرف اعتماد بحال کرتی ہے قرب کا باعث نہیں بنتی قرب کے لئے تہجد، نوافل اور ذکر تلاوت قرآن ضروری ہے۔

”يَنْقَرِبُ إِلَيَّ مَبْدِي بِالسَّوَابِلِ“ (الحديث)

قرب حق کے لئے فرض کی ادائیگی کے بعد نفل عبادات نہایت ضروری ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے غلاموں میں جینا اور مرنا نصیب فرمائے۔ آمین آپ حضرات جس جس آستانے کے ساتھ وابستہ ہیں اپنے پیر کے سالانہ عرس میں حاضری دیا کریں بلاوجہ عرس کی غیر حاضری بہت سی عرومیوں کا سبب بنتی ہے۔

(دربار مجاہد آباد ناگنی مظفر آباد)

خبریں

الحمد لله مرشد کریم حضرت پیر

محمد علاؤ الدین صدیقی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

کے عظیم منصوبہ جات میں سے محی الدین اسلامی میڈیکل کالج میرپور آزاد کشمیر

کے ساتھ جدید سہولتوں سے آراستہ محی الدین ٹیچنگ ہسپتال

کی تکمیل پر خدام محی الدین ٹرسٹ انٹرنیشنل

ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں۔

پاکستانی خانقاہوں میں تعلیمات مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے احیاء کی ضرورت

از: پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحق قریشی صاحب

خانقاہ کا تصور بہت قدیم ہے۔ کہ یہ خلوت نشینی کے طبعی رجحان کا نتیجہ ہے۔ انسان جب بھی سماجی ہماہمی سے بے زار ہو یا ماحول کی ناموافقیت سے دل برداشتہ ہو تو تنہائی کی تلاش میں ایسے زاویے قائم کرنے لگا جہاں وہ خارج سے بے نیاز ہو کر دروں بینی کی سہولت پاسکے۔ یہ گوشہ نشینی یا یہ عزلت پسندی انسانی معاشرے کا ہمیشہ سے حصہ رہی ہے۔ اس کی خواہش بھی عام رہی اور اس کی افادیت کا بھی عمومی اعتراف رہا۔ ایسے لحاظ کا ذکر ہر دور و آئینہ کے ہاں موجود ہے۔ مثلاً شاعر کہتا ہے۔

اب چراغ اپنا تہہ دامن جلا لیتا ہوں میں

جب بھی تنہائی ملے محفل سجا لیتا ہوں میں

یہ محفل خالصتاً ذاتی ہوتی ہے کہ اس میں غیر کی دخل اندازی نہیں ہوتی۔ ایسی تنہائی کی محفلیں عرفان ذات کی محرک بنتی ہیں۔ جو بالآخر عرفان رب کی تمہید ہوتی ہیں۔ تاریخ انسانی شاہد ہے کہ ایسے لحاظ اور اس قسم کے زاویے ہر دور کے انسان کی ضرورت رہے ہیں۔ اگرچہ نام بدلتے رہے ہیں۔ اسلام چونکہ محاسبہ نفس کی دعوت ہے۔ اس لئے خانقاہ کی طرح کے مراکز ملت اسلامیہ میں ہمیشہ معروف رہے ہیں۔ ان مراکز کی امتیازی خصوصیت یہ رہی ہے کہ یہ معاشرے سے فرار کے ٹھکانے نہ تھے بلکہ استعداد کو ہمہ فعال کرنے کے مقامات تھے۔ ان کا بنیادی مقصد تحت و تعبد تھا مگر یہ پیش آمدہ حالات کے لئے تیاری کے دورانیے بھی تھے حتیٰ کہ بقول علامہ اقبال مرحوم غار حرا کے خلوت گزینی بھی تعمیر قوم و ملت کی تمہید تھی۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان خلوت کدوؤں کے آداب بھی متعین ہونے لگے۔ بعض اعمال و اشغال اختیار کیے جانے لگے۔ معاشرتی کردار کی استواری کے لئے بیعت کے سلسلے کا احیاء بھی ہوا۔ اس کا مقصد یقین کو استحکام بخشنا تھا۔ اور متوسلین کے درمیان یک رنگی کا سماں پیدا کرنا تھا کہ نہ خیر کا مربوط نظام قائم رہے۔

مزانج اور ضرورت کے پیش نظر اعمال و اشغال میں تفاوت بھی ہوا مگر تمام مساعی کی روح ایک ہی رہی۔ مقصود تربیت کردار کا اہتمام تھا اور شریعت اسلامیہ کی پاسداری کو یقینی بنانا تھا اس لئے خانقاہیں نہ ذاتی شہرت کے ادارے بنے اور نہ ہی شخصی نظریات کے فردوغ کے مراکز، بلکہ یہ بہر صورت اشاعت اسلام اور اتباع شریعت کے آستانے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ ان آستانوں کے درمیان نہ کوئی محاصرت تھی اور نہ کسی صورت خود پسندی۔

تزکیہ نفس کے یہ ادارے توسیع ریاست کے ساتھ ساتھ پھیلتے گئے۔ یہ بھی ایک بدیہی حقیقت ہے کہ نظریات مقامی اثرات سے محفوظ نہیں رہتے کہ طبائع کا تفاوت تربیت کی بوقلمونی چاہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب تصوف کے مختلف سلاسل برصغیر آئے تو تقویٰ و صالحیت کی ہم رنگی کے باوجود بعض میلانات و وظائف اور بعض اعمال و افعال میں قدرے تفاوت در آیا۔ معاند قوتوں سے نبرد آزمانی کا تقاضا بھی یہ تھا۔ کہ حملہ آور کے تیور پہچانے جائیں اور حالات کا مقابلہ کیا جائے۔ برصغیر پاک و ہند میں جب اسلام داخل ہوا تو مقابلہ ایک راسخ اور سخت گیر قوم سے تھا۔ یہاں ویدانت اور جلدیت کا دور دورہ تھا۔ نظریاتی انتشار اس قدر عام تھا کہ گھر گھر کالہ جدا تھا۔ بت پرستی کی کثرت اتنی تھی کہ شہر شہر اور قریہ قریہ کے معبود الگ تھے۔ اس کے نتیجے میں اعمال کی بھی بوقلمونی تھی۔ ہندو مذہب کا رویہ یہ تھا۔ کہ ہر اصلاحی تحریک کو اپنے اندر جذب کر لیتا تھا۔ اور شرک آشنا کر دیتا تھا۔ ہندو مت کے ہاں بت کو ہی پوجنا تھا۔ وہ بت کسی کا کیوں نہ ہو۔ جو مذہب گائے سے لے کر برگد تک کو سجدہ کر سکتا تھا۔ وہ بھلا انسانوں کے سامنے جھکنے سے کیسے انکاری ہو سکتا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہر مصلح بت کے روپ میں ڈھال لیا گیا اور ہمنوا بنایا گیا۔

اسلام کی آمد ایک انقلاب کا اعلان تھا۔ جس کے اثرات بہت تیزی سے ظاہر ہونے لگے۔ شروع شروع میں ویدانت کے رسیادام بخود ہو گئے مگر جو نبی اس حیرت سے نکلے تو پرہیز گارے نکالنے لگے۔ ترک دنیا کی روش برصغیر میں عام تھی۔ سب سے پہلا حملہ بھی اسی حوالے سے ہوا۔ اس شب خون کا ہدف خانقاہی نظام بنا اور بڑی چابک دستی سے اس نظام خیر کے حصار میں دراڑ

ڈالنے کی سعی کی گئی۔ وہ رسوم و عادات جو مقامی آبادی میں پختہ ہو چکے تھے۔ اسلامی تعلیمات کے لائحے بنائے جانے لگے۔ خانقاہی نظام کا وہ تقدس ماند پڑنے لگا جو اکابرین نے بڑی محبت سے قائم کیا تھا۔ ہمدوست کے نظریات کو مقامی رنگ دیا جانے لگا۔ اور وحدت الوجود کے فلسفہ حیات کو عصری روپ دے کر جدلیت کا شاخسانہ بنا دیا گیا۔ جس سے نظریات میں جمول اور اعمال میں بے ترتیبی عام ہونے لگی۔ برصغیر کا مسلمان گواہ ہے کہ کس طرح خود ساختہ نظریات کو دین کا لبادہ اوڑھا گیا۔ اس نظریاتی فساد کا نتیجہ یہ نکلا کہ تصوف کا نام پر کئی ایسے گروہ وجود میں آ گئے جو شریعت اسلامیہ کی مرکزیت سے ہٹنے لگے اور دین میں ہندو عزت پسندی کو شامل کرنے لگے۔ عقائد میں بے ترتیبی جنم لینے لگی اور اعمال میں شرک و کفر روئے نمایاں ہونے لگے۔ یہ تمام احوال جس میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اصلاحی مشن کا آغاز کیا۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ دین اسلام کا وہ نور بخش کرنے کی سعی کر رہے تھے۔ جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور سے روشن تھا اور وہ غبار و دھونے لگے جو مقامی گروہ سے اسلام کے زرخشاں تاباں پر پڑ رہا تھا۔ یہ کوئی آسان کام نہ تھا۔ رائج الوقت نظریات سے تصادم کی راہ تھی اور مقامی آبادی کے علاوہ غلط بین مسلم آبادی سے بھی ٹکراؤ تھا۔ حکومت اگرچہ مسلمان تھی مگر اقتدار کی غلام گردشوں میں ہندو تمدن رقص کرنے لگا تھا۔ اس لئے سخت محنت ہوئی مگر وہ مجدد جسے تجدید حالات کے لئے منتخب کیا گیا تھا۔ ہر خطرے سے بے نیاز رہا، قید و بند کی آزمائشوں سے بھی گزرا مگر پائے استقامت میں لرزش نہ آئی۔ مخالفت کا طوفان اٹھنا ہی تھا کہ تاریکیاں اُجالوں کو برداشت نہیں کرتیں مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ آفتاب مائل بہ طلوع ہو جائے تو اندھیرے بے توفیق ہو کر سمٹنے لگتے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تابانیاں برصغیر عالم اسلام پر یوں ہویدا ہوئیں کہ اسلام کی حقانیت تحقیق ہو گئی۔ یہ سلسلہ زشدنی قوت کے ساتھ رواں دواں ہوا مگر استعمار کے جبر اور مقامی و غیر مقامی نظریاتی فساد نے پھر سے تاریکیاں مسلط کرنا شروع کر دیں۔ اب پھر صدیوں کے سفر کے بعد باطل نظریات کو جرات یلغار ہوئی ہے۔ خانقاہی نظام کا شیرازہ پھر سے

بکھرنے لگا ہے۔ حالات پھر اکبر کے دور کے سے ہیں۔ بلکہ اس سے بھی بدتر ہیں۔ اتنا دلا غیر کی کا ناقوس پھر بجنے لگا ہے۔ انتشار و فتنی پھر محیط ہو گیا ہے۔ خانقاہوں کا نظام خیر پھر لرزنے لگا ہے۔ طالبان حق اور متلاشیان صداقت اب پھر کسی راہنما کے چشم کرم کے منتظر ہیں۔ دیکھ لیجئے اس دور کے حکیم اُمت پکار رہے ہیں۔ دادخواہ ہیں اور خوشگوار حیرت ہے کہ پھر اُسی بارگاہ میں کھڑے ہیں جس سے برصغیر کی تقدیر سنوری تھی۔ وہ دردمندانہ پکار سے قصہ درد سنار ہے ہیں۔ حاضری کا منظر دیکھئے۔

حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر
وہ خاک کہ ہے زیرِ فلک مطلع انوار
اس خاک کے ذروں سے ہیں شرمندہ ستارے
اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحب اسرار
صاحب اسرار کی ادا اور وہ یہ کیا تھا سنئے۔

گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے نفس گرم سے ہے گرمیہ احرار
وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

ایسے ہی خبردار کے حضور حاضر ہونا زیب دیتا ہے اور وہی درگاہ جو نگہبانی کا سلیقہ جانتی ہو حق رکھتی ہے کہ اُس کے حضور قصہ درد سنایا جائے اس لئے علامہ پکارا اٹھے کہ
کی عرض یہ میں نے کہ عطا فقر ہو مجھ کو
آنکھیں میری بینا ہیں و لیکن نہیں بیدار
بینا آنکھیں بیدار نہ ہوں تو بصارتیں دھوکہ دیتی ہیں اور ہر ناخوب، خوب نظر آنے لگتا ہے۔ یہی اس دور میں ملت کی حالت ہے۔ اس لئے ہر صاحب اسرار بے زار ہونے لگا ہے۔ علامہ کی بصیرت بیدار تھی اس لئے

آئی یہ صدا سلسلہ فقر ہوا بند
ہیں اہل نظر کشور پنجاب سے بے زار
عارف کا ٹھکانہ نہیں وہ خطہ کہ جس میں
پیدا کلمہ فقر سے ہو طرہ دستار
باقی کلمہ فقر سے تھا دلولہ حق
طروں نے چڑھایا ختم خدمت سرکار

علامہ مرحوم کے نزدیک مسندوں کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے۔ کہ درویش خدا مست،
اقتدار کی مسندوں کا اسیر ہو گیا ہے۔ روحانی مراکز اب مادیت کے حصار میں ہیں جس سے اعلائے
کلمہ حق دشوار ہوتا جا رہا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے امت مسلمہ کو یہ راہ نجات
دکھائی تھی کہ طاقت ور سے طاقت ور حکمران ہی کیوں نہ ہو مسند نشینوں کو حق گوئی کی عادت اپنانی
چاہیے۔ قوت یا اقتدار پر اکبر اعظم ہو یا جہانگیر وہ کس قدر طاقت کا زعم رکھتے ہوں اور غرور نفس کے
پیکر ہی کیوں نہ ہوں اُن کی اطاعت شریعت کے پیمانوں سے ہی متعین ہوگی کہ اُن کا ہر فرمان
شریعت کی کسوٹی پر پرکھا جائے گا۔ کسی ایسی نیاز مندی کی اجازت نہیں جو شریعت اسلامیہ کے
نزدیک مستحسن نہ ہو۔ جہانگیر کے دربار میں مجددوں کا رواج تھا۔ کہ ہندو معاشرت برتری پارہی
تھی۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے باوجودیکہ بعض فقہاء کے ہاں سجدہ تعظیمی کا جواز
موجود تھا۔ اس کی تردید کی اور رخصت کے بجائے عزیمت کی راہ اپنانے کا درس دیا۔ یہ اُس وقت
صرف ایک فقہی مسئلہ ہی نہ تھا۔ اقتدار سے نکرانے کا معاملہ تھا مگر آپ نے اس پر مواخذہ کیا اور
جواز کی سہولت کو یہ کہہ کر رد کر دیا کہ۔

”بعض فقہاء نے اگرچہ بادشاہوں کے لئے سجدہ تحیت یعنی سجدہ تعظیم جائز رکھا ہے
لیکن بادشاہوں کے لئے بھی مناسب ہے کہ اس امر میں حق تعالیٰ کی بارگاہ میں تواضع کریں اور
اسی قسم کی ذلت و انکسار حق تعالیٰ کے سوا کسی غیر کے لئے پسند نہ کریں۔“

بعض احباب نے سجدہ تعظیمی کے حوالے سے شاہی عتاب کا ذکر کیا کہ جب جواز کا
کوئی پہلو موجود ہے تو خواہ مخواہ مخالفت کیوں مول لی جائے تو اس پر حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے
فرمایا۔

”یہ فتویٰ تو رخصت ہے۔ عزیمت یہ ہے کہ غیر حق کے سامنے سجدہ نہ کیا جائے۔“
کیا عصر حاضر اس عزیمت سے سبق نہیں لے سکتا؟ ذرا غور فرمائیے کس طرح
مسندوں سے صاحبان اقتدار کے لئے زندہ باد کے نعرے گونج رہے ہیں اور کس طرح خوشنودی و
ہمنوائی کی کوششیں ہو رہی ہیں۔ یہ کوششیں کس قدر مدہ انت کا سبب بن رہی ہیں اور کیسے دین کے
نقائص پامال ہو رہے ہیں۔ ضرورت اسی عزم کی ہے جو حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی میراث ہے۔
تصوف کی تاریخ گواہ ہے کہ اس کے دعویداروں میں بعض قباحتیں جنم لے لیتی ہیں مثلاً
یہ کہ مشائخ کے آستانوں پر زُش و ہدایت کی تعلیم کے بجائے خود نگری کی نمود ہونے لگتی ہے۔ جس
کے نتیجہ میں ایسے دعوے ہونے لگتے ہیں جو ان مسندوں کے لئے مناسب نہیں ہوتے۔ یہ دعوے
دو طرح کے ہوتے ہیں ایک یہ کہ اپنی ذات کے حوالے سے ایسے اعلانات ہونے لگتے ہیں۔ جو
صوفیاء کو سزاوار نہیں ہوتے اپنے رویوں کو شریعت کے مترادف سمجھ لیا جاتا ہے۔ اور اپنے عمل کو
حجت قرار دیا جاتا ہے۔ یہ غلط فہمی کئی روپ دھارتی ہے مثلاً:
کبھی کبھی یہ غلط فہمی اس قدر انا پرست بنا دیتی ہے کہ قدم قدم پر کرامات کے دعوے
ہونے لگتے ہیں۔

اور کبھی یہ اس حد تک بڑھ جاتی ہے کہ اپنا مرتبہ ولایت سے اٹھا کر صحابہ کرام علیہم
الرضوان سے بھی ماوراء گردانا جاتا ہے۔

اور کبھی بعض کے ہاں نبوت کی ہمسری کا شمار آ جاتا ہے۔
حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ان سب دعوؤں کا شدت سے رد کرتے ہیں اور
ایک صوفی کو اتباع شریعت کے لزوم کا درس دیتے ہیں۔ آپ نے اپنے بارے میں ہمیشہ عجز کا

اظہار کیا اور اسی کی وجہ افتخار جانا فرمایا۔

”فقیر اپنے آپ کو اس بڑھیا کی طرح خیال کرتا ہے۔ جو اپنا تھوڑا سا سوت لے کر حضرت یوسف علیہ السلام کے خریداروں میں شامل ہو گئی تھی۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک صوفیانہ مشرب کا مقصود ہی یہ ہے کہ شریعت کی پاسداری میں طبعی سہولت پیدا ہو۔ تصوف اپنی ذاتی اغراض کی تکمیل کا ذریعہ نہیں بلکہ شریعت کے اتباع کا نام ہے۔ فرماتے ہیں۔

”طریق صوفیاء پر سلوک کرنے سے مقصود یہ ہے کہ معتقدات شرعیہ کا جو ایمان کی حقیقت ہیں زیادہ یقین حاصل ہو جائے اور فقہی احکام کے ادا کرنے میں آسانی ہو۔ پھر مزید تاکید کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”بزرگی سنت کی تابعداری پر وابستہ اور زیادتی شریعت کی بجا آوری پر منحصر ہے۔ شریعت کی پاسداری کی تاکید اس دور کے لئے بھی تھی۔ اور آج بھی اسی پر تمام کامیابیوں کا انحصار ہے۔ اتباع شریعت کے ساتھ غرور نفس سے بچ کر رہنا بھی ایک صوفی کے لئے لازم ہے۔ اُسے انکسار کا مجسمہ بن کر رہنا ہے۔ اور کرامات کے اظہار میں اس غلط فہمی کا شکار نہیں ہوتا ہے۔ کہ وہ روحانی ارتقاء میں اس قدر بڑھ گیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی سبقت لے گیا ہے۔ مجدد رحمۃ اللہ علیہ تو ان صوفیاء کو اس حفظ مراتب کی تاکید کر رہے ہیں۔ جو باصلاحیت ہیں اور روحانی ارتقاء میں بڑے ہوئے ہیں مگر غلط فہمی کا شکار نہ ہو گئے ہیں۔ بھلا ان کے بارے میں آپ کی تعلیمات کیا ہوں گی جو روحانیت کی ابجد سے بھی آگاہ نہیں ہیں مگر انہیں وراثت میں یہ مسند ارشاد حاصل ہو گئی ہے۔ آج کے صوفیاء کو تو اور بھی محتاط ہو جانا چاہیے۔ اور تصوف کو نثر خیر کا ذریعہ بنانا چاہیے۔ یہ اسی صورت میں ممکن ہے۔ کہ جب صالحین کو اپنا امام بنایا جائے۔ ہر عمل میں سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ، تعامل صحابہ کرام علیہم الرضوان کو مشعل راہ بنایا جائے۔ بد قسمتی یہ ہوتی ہے کہ من پسند تاویلوں کا سہارا لیا جاتا ہے اور اپنے اقوال و اعمال کو برتر ثابت کرنے کے

لئے اولیاء ماسبق سے روگردانی اختیار کی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے کردار و سیرت تک کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ ایسے افراد کے لیے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات راہنما بننے چاہیں جن کے نزدیک کوئی دعویٰ ارتصوف تو کیا اولیاء با صفا بھی صحابیت کے رتبہ بلند تک رسائی نہیں پاسکتے۔ فرماتے ہیں۔

”کوئی ولی صحابی رضی اللہ عنہ کے مرتبہ کو نہیں پہنچا۔“

صحابی سے برتر ہونا تو کجا اس مرتبہ تک پہنچنا بھی ممکن نہیں۔ یہ شرف انہیں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خیر کی ہر راہ اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پابند ہے۔ تصوف کا دعویٰ کرنے والوں پر لازم ہے۔ کہ وہ اتباع کی عظمت حاصل کرنے کے لئے اطاعت شعاری کی راہ پر چلیں۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں یہی منصب کیا ہے۔ فرماتے ہیں۔

”جاننا چاہیے کہ جبر وہ ہے۔ جو مزید کو حق سبحانہ کی طرف راہنمائی کرے۔ یہ بات تعظیم طریقت میں زیادہ ملحوظ اور واضح ہے۔ کیونکہ یہ تعظیم شریعت کا استاد بھی ہے اور طریقت کا راہنما بھی ہے۔“ پھر مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا۔

”وہ ریاضتیں اور مجاہدے جو سنت کی تقلید کے سوا اختیار کریں وہ معتبر نہیں ہیں۔“

صحیح افراد کی کا حق ادا کرتے ہوئے فرمایا۔

اتباع سنت بے شک نجات دینے والی اور خیرات و برکات بخشنے والی ہے اور غیر سنت کی تقلید میں خطر در خطر ہے۔

یہ عبارت اور نصیحت آج کے دور کے مسند نشینوں کے لئے زیادہ توجہ کی مستحق ہے۔ من پسند تاویلوں کا گورکھ دھند آج تصوف کو حصار میں لے چکا ہے۔ اس کا سد باب انہیں فرمودات کی روشنی میں ممکن ہے۔ ایک غلط روش عام ہوتی جا رہی ہے۔ کہ چلے اور ریاضتیں ہی سب کچھ ہیں۔ اس لئے فرائض میں کوتاہی ہو رہی ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

صوفیاء کرام جانتے کہ ایک فرض کا جماعت کے ساتھ ادا کرنا ان کے ہزاروں چلوں سے بہتر ہے۔ حتیٰ فتویٰ دیتے ہوئے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

”پس صوفیاء کا جو کلام علمائے اہل سنت و جماعت کے اقوال کے موافق ہے وہ قبول ہے اور جو ان اقوال کے مخالف ہے۔ وہ مردود نامقبول ہے۔

یہ ہیں وہ تعلیمات جو مسند نشینوں اور دعویداران تصوف کے لئے راہنما ہیں۔ ان پر عمل ہوگا تو تصوف کے وہی نتائج نکلیں گے جو قرونِ اولیٰ کے عصرِ خیر میں نکلے تھے۔ وگرنہ یہ سب دنیا داری ہے۔ جو دین کے نام پر کی جا رہی ہے۔ آئیے مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اس دعا کو وظیفہ حیات بنائیں تاکہ دین و دنیا میں سرخروئی حاصل ہو دعا یہ ہے کہ۔

”اللہ تعالیٰ ہم کو اور تم کو شریعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سیدھے راستے پر ثابت قدم رکھے۔ کیونکہ یہی مقصود ہے اور اسی پر سعادت اور نجات کا مدار ہے۔

سالانہ ختم شریف

حضور مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا

مورخہ 10 دسمبر بروز بدھ بوقت صبح 10 بجے سے نماز ظہر تک

بہتمام :- آستانہ مبارک ڈھوک کشمیریاں راولپنڈی

مقتدر علماء کرام، مشائخ عظام اور وابستگانِ دربار فیضبارنیریاں شریف شرکت کی سعادت حاصل کریں گے۔

قرآن مجید، کلمہ شریف، درود شریف کثرت سے پڑھ کر ساتھ لائیں۔

رابطہ نمبر 051-4907744

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

از: خواجہ وحید احمد قادری صاحب

انیسویں صدی عیسوی نے یوں تو برصغیر پاک و ہند میں بڑے بڑے آدمی پیدا کیے۔ ان میں ہر مکتب فکر اور ہر طبقے کے لوگ شامل ہیں۔ مگر جیسی جامعیت اور جیسی انفرادیت امام احمد رضا بریلوی کے حصے میں آئی۔ وہ اپنی جگہ بے مثال و بے نظیر ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ماہ و سال کی گردشوں نے مولانا کی عظیم شخصیت پر غفلت کے دبیز پردے ڈال دیے تھے۔ لیکن جب ہم یہ پردے ہٹا کر ان کے ظاہر و باطن کا جائزہ لیتے ہیں تو ان جیسے آدمی اسلافِ جدید میں دور دور تک نظر نہیں آتے۔ اعلیٰ حضرت اتنی جامع حیثیات شخصیت تھے۔ اور اتنے علوم و فنون میں کامل تھے کہ ان کے ذکر ہی سے عقل حیرت میں آتی ہے۔ اور وجدان وجد کرنے لگتا ہے۔ یہ کہنا کہ وہ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔ شاید ان کے مرتبے سے فروتر بات ہوگی مگر اس کے سوا اور کہا بھی کیا جائے کہ وہ عقل و عشق دونوں میں اس مقامِ رفیع پر رونق افروز ہیں جہاں نمودار ہوتے ہوئے خیال کے بھی پر جلنے لگتے ہیں۔

مفسر، محدث، فقیہ، اصولی، متکلم، مفتی، حافظ، قاری، شاعر، مصنف، ادیب، علوم عقلی و نقلی کا فاضل، تبحر، اپنے عہد کا بہت بڑا شیخ طریقت اور مجدد شریعت اور ان سب خصوصیتوں سے بالاتر ایک نرالا، انوکھا عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

امام اہلسنت 10 شوال المکرم 1272 ہجری کو بریلی (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے جدا مجد حضرت مولانا رضا علی خاں ان دنوں حیات تھے۔ پوتے کے پیدا ہونے کی خبر ان کے کانوں تک پہنچی تو خوش ہوئے۔ اعلیٰ حضرت کے بھانجے علی محمد خاں صاحب کی روایت ہے کہ میری والدہ مرحومہ اعلیٰ حضرت کی بڑی بہن تھیں۔ ان کا ارشاد ہے کہ جب احمد رضا پیدا ہوئے تو والد مرحوم ان کو حضرت دادا جان کی خدمت میں لے گئے۔ دادا نے گود میں لیا اور معاً لسانِ غیب سے فرمایا۔ ”میرا یہ بیٹا بہت بڑا عالم ہوگا۔“ اعلیٰ حضرت کی یہی بڑی بہن فرمایا کرتی تھی۔ کہ بچپن

میں ہی تمام خاندان میں یہ بچہ اپنے مزاج اطوار اور ذہانت کے اعتبار سے الگ نظر آتا۔ ایک روز کسی نے دروازے پر صدادی۔ احمد رضا کی عمر ان دنوں نو دس برس تھی۔ باہر گئے دیکھا ایک بزرگ فقیر کھڑے ہیں۔ اہوں نے آپ کو دیکھتے ہی کہا۔ ”ادھر آؤ بیٹا“ یہ کہہ کر سر پر ہاتھ پھیرا اور پھر فرمایا۔ ”تم بہت بڑے عالم ہو“ چنانچہ سب تاریخیں اور سوانح نگار اس امر پر متفق ہیں۔ کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب نے چار سال کی عمر میں قرآن مجید ناظرہ ختم کیا۔ اور چھ سال ہی کے تھے کہ ماہ ربیع الاول میں منبر پر بیٹھ کر بہت بڑے مجمع میں میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر تقریر فرمائی۔

آپ نے صرف دو سو کی ابتدائی کتابیں حضرت مولانا مرزا غلام قادر بیگ سے پڑھیں۔ پھر تمام علوم و فنون اپنے والد ماجد امام محکمین مولانا فقی علی خاں رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیے۔ تیرہ برس کی عمر میں صرف نحو، ادب، حدیث، تفسیر، کلام، فقہ، اصول، معانی و بیان، تاریخ، جغرافیہ، ریاضی، منطق، فلسفہ، ہیئت وغیرہ جمیع علوم دینیہ، عقلیہ و نقلیہ کی تکمیل کر کے 14 شعبان 1286 ہجری کو سید فراغت حاصل کی۔ اور ستار فضیلت زینب سرفرمائی۔

اسی روز سب سے پہلا جو فتویٰ پیش ہوا وہ یہ تھا کہ اگر بچے کی ناک میں کسی طرح دودھ چڑھ کر حلق میں پہنچ گیا تو کیا حکم ہے؟ آپ نے بڑے محققانہ انداز میں اس کا جواب تحریر فرمایا۔ کہ منہ یا ناک سے عورت کا دودھ جو بچے کے پیٹ میں پہنچے گا حرمیت رضاعت لائے گا۔

اعلیٰ حضرت نے علوم درسیہ کے علاوہ دوسرے علوم فنون کی بھی تحصیل فرمائی۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ بعض علوم ایسے ہیں جن میں کسی استاد کی راہنمائی کے بغیر آپ نے اپنی خداداد ذہانت سے کمال حاصل کیا۔ ایسے تمام علوم و فنون کی تعداد تقریباً 54 ہے۔ کئی فن اس میں ایسے ہیں کہ دور جدید کے بڑے بڑے محققین اور عالم انہیں جاننا تو درکنار شاید ان کے ناموں سے بھی آگاہ نہ ہوں گے۔

علمِ توقیت میں کمال کا یہ عالم کہ دن کو سورج اور رات کو ستارے دیکھ کر گھڑی ملا لیا

کرتے وقت بالکل صحیح ہوتا ارکبھی ایک منٹ کا بھی فرق نہ پڑتا۔ ایک دفعہ آپ بدایوں تشریف لے گئے۔ مسجد خرمائیں مولانا عبدالقادر بدایونی نے آپ کو نماز فجر پڑھانے کو کہا۔ اعلیٰ حضرت نے قرائت اتنی طویل کی کہ مولانا عبدالقادر کو شک ہوا شاید سورج نکل آیا۔ نماز کے بعد لوگ باہر نکل کر مشرق کی طرف دیکھنے لگے۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا۔ ابھی سورج نکلنے میں تین منٹ 48 سیکنڈ باقی ہیں۔

علمِ تفسیر (تعوید) میں بھی غیر معمولی مشق و ادراک کے مالک تھے۔ تعوید پڑ کر نیچے بیٹا طریقوں سے واقف۔ ”حیات اعلیٰ حضرت“ کے مولف مولانا ظفر الدین بہاری اعلیٰ حضرت کے خلیفہ اور شاگرد بھی تھے۔ ان کے پاس ایک شاہ صاحب تشریف لائے۔ اور بڑے فخر سے کہنے لگے میں نقش مرلح سولہ طریقوں سے پڑ کر لیتا ہوں آپ کتنے طریقے جانتے ہیں؟ شاہ صاحب کو یہ ناقابل یقین بات سن کر اس قدر تعجب ہوا۔ کہ اعتبار نہ آیا۔ پوچھا یہ فن آپ نے کس سے حاصل کیا؟ مولانا نے جواب دیا اعلیٰ حضرت سے اور اعلیٰ حضرت 23 سو طریقوں سے نقش مرلح کرنا جانتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت کا علمی سرمایہ یوں تو بے پناہ ہے۔ لیکن آپ کا فقہی شاہکار ”فتاویٰ رضویہ“ ہے۔ تاریخ الفتاویٰ میں یہ مجموعہ امتیازی حیثیت رکھتا ہے۔ اس مجموعے کے چند اوراق اعلیٰ حضرت نے مکہ معظمہ کے فاضل سید اسماعیل خلیل حافظ کتب الحرام کو ارسال فرمائے تھے۔ موصوف نے اپنے مکتوب میں ان اوراق فتاویٰ پر جو تبصرہ فرمایا اس کا آخری جملہ دیکھیے۔

”ترجمہ: میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ان فتوؤں کو اگر ابو حنیفہ نعمان رحمۃ اللہ علیہ دیکھتے تو یقیناً ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچتی اور اس کے مولف کو اپنے تلامذہ میں شامل فرماتے۔“ فاضل بریلوی نے سلوک و طریقت کی منزلیں حضرت شاہ آل رسول ماہروی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر طے فرمائیں۔ اور آپ کے دستِ حق پرست پر سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت کی۔ پھر و مرشد نے آپ کو تمام سلاسل ہی اجازت و خلافت کا شرف عطا فرمایا۔ شاہ صاحب اعلیٰ حضرت

سے بہت محبت فرماتے۔ اور انہیں دیکھ کر خوش ہوتے ایک بار اپنے ارشاد فرمایا ”بروز حشر اگر باری تعالیٰ پوچھے گا کہ اے آل رسول! دنیا سے میرے لئے کیا لایا ہے؟ تو عرض کر دوں گا۔ کہ اے پروردگار میں تیرے لیے احمد رضا لایا ہوں۔“

اعلیٰ حضرت کو جن سلاسل طریقت میں اجازت و خلافت حاصل تھی ان کی تعداد تیرہ ہے جن میں مشہور و معروف سلسلے قادریہ، چشتیہ، نظامیہ، محبوبیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ، صمدیہ وغیرہ شامل ہیں۔ اعلیٰ حضرت حرمین شریفین میں بھی بے حد اکرام و اعزاز سے نوازے گئے۔ مدینہ منورہ میں آنکھوں دیکھا حال شیخ محمد عبدالحق آبادی مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی سنئے۔ میں کئی سال سے مدینہ منورہ ہی مقیم ہوں۔ برصغیر کے ہزاروں صاحب علم آتے ہیں۔ انھیں علماء صلحاء اتقیا سب ہوتے ہیں۔ میں نے دیکھا وہ شہر کے گلی کوچوں میں پھرتے ہیں۔ کوئی انہیں مڑ کر بھی نہیں دیکھتا۔ مگر فاضل بریلوی کی شان عجیب ہے۔ یہاں کے علماء اور بزرگ بھی ان کی طرف جوق در جوق چلے آ رہے ہیں۔ اور ان کے تعظیم میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانا چاہتے ہیں۔

جب اعلیٰ حضرت دوسری مرتبہ زیارت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے مدینہ طیبہ حاضر ہوئے۔ شوق دیدار میں روضہ شریف کے مواجہہ میں درود پڑھتے رہے اور یقین کیا کہ ضرور سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم عزت افزائی فرمائیں گے۔ اور بالمواجہہ زیارت سے مشرف فرمائیں گے لیکن پہلی شب ایسا نہ ہوا۔ آپ نے کبیدہ خاطر ہو کر ایک نعت کہی جس کا مطلع ہے۔

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں

تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں

نعت کے مقطع میں عجیب انداز سے اپنی محرومی اور نارسائی کا اشارہ کیا۔ ہے کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا تجھ سے کتے ہزار پھرتے ہیں۔ یہ نعت مواجہہ شریف میں عرض کر کے انتظار میں مودب بیٹھے تھے۔ کہ قسمت جاگی اور چشم سر سے لالہ زار میں زیارت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے۔

مولانا محمد علی جوہر نے علامہ اقبال کیلئے کہا تھا۔ کہ انہوں نے مسلمانوں کے دل قرآن کی طرف پھیر دیئے۔ لیکن امام احمد رضا خان کا اعجاز شاعری یہ ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کے دل صاحب قرآن کی طرف پھیر دیئے۔

اعلیٰ حضرت کے اخلاق و عادات نہایت عمدہ اور اچھے تھے۔ پوری زندگی محب نبوی اور اتباع شریعت میں گزری۔ اپنی ذات کیلئے کسی سے نہ انتقام لیتے نہ کچھ شکایت کرتے۔ مگر خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ کا معاملہ ہوتا تو ہرگز رورعایت نہ کرتے۔ پانچوں وقت کی نماز نہایت اہتمام سے ادا کرتے۔ طبیعت شدید ناساز ہوتی تب بھی مسجد میں تشریف لاتے اور جماعت سے نماز ادا کرتے۔ فرض روزوں کے علاوہ اکثر نفل روزے رکھتے۔ ایک بار رمضان میں بیمار پڑے اور حالت نازک ہو گئی۔ طبیعوں نے ہر چند اصرار کیا کہ روزہ توڑ دیجئے۔ مگر نہ مانے اور روزہ کی برکت سے ہی صحت حاصل ہو گئی۔ رات کو سوتے وقت نام اقدس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل میں ایٹتے۔ سلام کرنے میں ہمیشہ پہل کرتے۔ کسی چیز کے لینے اور دینے کیلئے دایاں ہاتھ بڑھاتے۔ کبھی قبچہ نہ لگاتے تبسم فرماتے، قبلہ کی طرف منہ کر کے کبھی نہ تھوکتے۔ آہستہ آہستہ چلتے۔ اکثر نگاہیں نیچی رکھتے۔ ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھ کر بیٹھنے کو ناپسند کرتے۔

امام احمد رضا کی شخصیت کا ہر پہلو ایک تحقیقی مقالے کا مقتضی ہے۔ شخص واحد کے بس کی بات نہیں کہ وہ ایک کتاب میں یا مضمون میں تمام پہلو سمیٹ لے۔ ایسی ہمہ گیر شخصیت کم از کم چودھویں صدی، ہجری میں عالم اسلام میں نظر نہیں آتی۔ اس وقت علوم جدیدہ میں امام احمد رضا کی نگارشات پر کام کرنے کی ضرورت ہے لیکن اکثر کتابیں عربی اور فارسی میں ہیں۔ جدید فضلاء کے لئے یہ ایک بڑی رکاوٹ ہے۔ مگر یہ مسئلہ علماء کے تعاون سے حل ہو سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم کو سلف صالحین کی سیرتوں کو اجاگر کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ آنے والی نسلیں تاریک راہوں میں چراغ روشن کر سکیں۔ اعلیٰ حضرت نے 1340ھ - یوم جمعہ المبارک بریلی میں وصال فرمایا۔

مروجہ قوالی اقوال اولیاء کے آئینے میں

از: مولانا الحاج محمد غوث خاں حامدی
(پرتاپوری بریلی)

اس وقت کی رائج قوالی سے خواجہ صاحب اور ان کے ہمنوا بزرگ برتر کوئی راضی نہیں بلکہ ایسی قوالی کرنے والوں پر اور کرانے والوں پر لعنت کرتے ہیں۔ کیونکہ قوالی قول سے بنا ہے۔ قول چاہے نظم میں ہو یا نثر میں اس کا سننا جائز ہے۔ لیکن بغیر مزامیر کے اس لئے کہ مزامیر حرام ہے۔ کہ وہ شیطان کا ایجاد کیا ہوا ہے۔ اس کی دلیل میں راقم الحروف ان کا فرمان نقل کر رہا ہے۔ جن کے یہاں خواجہ نے ہندوستان میں آنے پر چالیس دن کا ایک چلہ کیا اور پھر اجیر شریف کو جاتے وقت آپ نے بہت ادب و احترام سے اجازت حاصل کر کے یہ پڑھا۔

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا

ناقصاں بیکر کامل کالماں رارا ہما

یہ وہ بزرگ ہیں جنہوں نے سب سے پہلے تصوف پر ایک کتاب لکھی ہے۔ جس کا نام کشف الکجوب ہے۔ اس میں تحریر فرمایا ہے۔ کہ قوالی کی ابتداء جس کا آج کل سماع نام رکھ لیا ہے۔ قوالی بہ معنی قول۔ سماع بہ معنی سننا۔ حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام کو جب حق تعالیٰ نے نبوت عطا فرمائی تو آپ کے گلے کو ساز بنا دیا۔ جس سے پہاڑوں کو آپ کی خوش الحانی کا ذریعہ بنا دیا۔ حتیٰ کے وحشی جانور اور پرندے پہاڑوں اور جنگلوں سے سننے کے لئے جمع ہو جاتے تھے اور آواز کو سن کر بہتے دریا رک جاتے تھے۔ اور اڑتے ہوئے پرندے گر پڑتے۔ آپ کی خوش الحانی سن کر جانور ایک ماہ تک کچھ نہیں کھاتے بچے دودھ نہ مانگتے اور نہ روتے اس سے فوت ہو جاتے اس سے سات سو جوان لونڈیاں اور بارہ ہزار بڑھے مر گئے۔ تو اس کو ابلیس نے بہکانے کا ذریعہ بنایا اس نے یانہری اور ظہور بنائے اور اسے علیحدہ اپنی محفل سماع قائم کی تو سننے والے دو جماعتوں میں بٹ گئے اہل سعادت نبی کے ساتھ اور اہل شقاوت شیطان کے ساتھ (بحوالہ کتاب کشف الکجوب ص ۵۶۶ اور

ص ۵۶۷ معتقدات گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ عنہ لاہوری) اور اسی کتاب میں شریعت اور حقیقت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ حقیقت کا انسانی زندگی میں عملی ظہور شریعت ہے۔ اور اعمال شریعت کے اندر باطنی روح اور اخلاص نیت ہی کا نام حقیقت ہے۔ نہ شریعت حقیقت سے الگ کوئی شے ہے۔ اور نہ حقیقت کا شریعت سے الگ کوئی وجود ہو سکتا ہے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ صوفیاء سے شریعت کی پابندی اٹھ جاتی ہے۔ شریعت اور حقیقت دو چیزیں ہیں۔ ایسی باتیں کہنے والے لوگ بے دین اور لٹھروں کے گروہ سے ہیں۔ کشف الکجوب اور دوسرے بزرگ جو اپنے وقت کے امام گزرے ہیں جن کا اسم شریف حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ہے وہ اپنی کتاب کیلئے سعادت میں تحریر فرماتے ہیں کہ پانچ باتوں سے مباح سماع بھی حرام ہو جاتا ہے وہ یہ ہیں کہ۔

1- کسی عورت سے سننا یا ایسے لڑکے سے جو محل شہوت ہو۔

2- رباب اور چنگ اور بریل اور روو وغیرہ سے سننا۔

3- وہ اشعار سننا جو شش ہوں یا اہل دین پر طعن ہو۔

4- سننے والا جوان ہو اور اس پر شہوت غالب ہو۔

5- عام لوگ عشر اور بازی کے سماع کی عادت پیدا کر لیتے ہیں۔

تیسرے چشتی بزرگ کا بھی سماع کے بارے میں فرمان دیکھئے کہ سماع میں چنگ و رباب یعنی ساز باج نہ ہو جملہ مشائخ چشت کے یہاں ان شرائط کی پابندی لازمی تھی مگر سماع کی جو محفلیں اب منعقد ہوتی ہیں اور جنہیں قوالی کی محفل کہا جاتا ہے۔ ان میں ان شرائط کی پابندی نہیں ہوتی بزرگان چشت کی محافل سماع ہرگز اس قسم کی نہیں ہوتی تھیں۔ اُن میں اور ان میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ وہ مباح تھیں اور یہ قطعاً حرام۔ (کتاب حضرت محمد اعلیٰ دینوری رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۷ معتقدات اخلاق دہلوی)

چوتھے چشتی بزرگ کا بھی اسی سماع کے بارے میں فرمان ملاحظہ فرمائیں کہ سماع میں مزامیر حرام ہیں۔ آج کل تو سماع کی لوگوں نے شکل ہی بدل دی ہے۔ اور ایسی قوالی بھی سماع

کہلانے لگی ہے۔ کہ حضرت کے بتائے ہوئے اصول کے لحاظ سے کسی طرح جائز نہیں ہے۔ حضور اصل سماع اور اصل قوالی کو جائز سمجھتے تھے۔ (کتاب تذکرہ نظامی ص ۵۱ نوشتہ خواجہ حسن نظامی دہلوی)

پانچویں بزرگ کا بھی فرمان سماعت فرمائیں۔ جو سماع کے بارے میں فرمایا وہ یہ ہے کہ شرائط سماع جو محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ اشعار فحش اور ہزل نہ ہوں۔ سننے والے خدا سے لو لگا کر سنیں۔ ان کے دل خدا کی یاد سے بھر پور ہوں اور سماع میں مزامیر چنگ و در باب یعنی ساز بجان نہ ہو۔ (کتاب فوائد الفوائد ص ۴۶)

چھٹے چشتی بزرگ کا بھی فرمان ملاحظہ فرمائیں۔ فرماتے ہیں آجکل جو رواج ہے اس کو سماع کہنا ہی بالکل غلط ہے۔ یہ محبوب الہی کے ارشاد سے حرام ہے۔ ایسی قوالی کبھی کسی بزرگ نے نہیں سنی۔ (کتاب تذکرہ المشائخ سوانح خواجہ شریف رضی اللہ عنہ ص ۱۵ مصنفہ اخلاق حسین دہلوی)

ساتویں چشتی بزرگ حضرت محمود چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا سماع کے بارے میں فرمان ملاحظہ فرمائیں۔ کہ ایک دن سلطان المشائخ کے مریدوں نے مجلس سماع منعقد کی اس میں دف کے ساتھ گانا سن رہے تھے۔ اس مجلس میں خواجہ نصیر الدین محمود رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔ آپ اٹھ کھڑے ہوئے یا روں نے بیٹھنے کی ترغیب دی۔ آپ نے فرمایا یہ خلاف سنت ہے۔ احباب نے کہا کہ آپ سماع سے منکر ہو گئے۔ اور پیر کے طریقے سے پھر گئے۔ آپ نے فرمایا۔ قول مشائخ حجت نہیں۔ دلیل کتاب و حدیث سے ہونا چاہیے۔ بعض لوگوں نے حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں یہ بات پہنچائی کہ شیخ محمود ایسا کہتے ہیں تو حضرت نے فرمایا وہ سچ کہتے ہیں اور حق وہی ہے۔ جو وہ کہتے ہیں۔ حضرت سلطان المشائخ کی مجلس میں مزامیر نہ ہوتا تھا اور نہ تالیاں بجاتے تھے۔ (کتاب اقوال سماع) اسی میں کتاب خیر الجالس سے نقل ہے۔ کہ ایک عزیز خواجہ نصیر الدین چراغ کی خدمت میں آکر عرض کرنے لگا کہ یہ کہاں جائز ہے۔ کہ مجلس میں مزامیر و دف اور در باب ہوں اور صوفی رقص کریں۔ حضرت خواجہ نے فرمایا۔ مزامیر بالا جماع مباح نہیں اگر کوئی شریعت کا بھی نہ ہوگا پھر کہاں کا رہے گا۔ اول تو سماع ہی میں اختلاف ہے۔ علماء کے نزدیک شرائط کے

ساتھ اہل سماع کو مباح ہے اور مزامیر سے بالاتفاق حرام ہے۔ (کتاب نعمات سماع ص ۲۷ مولفہ حکیم اور لیس خان قادری چشتی نظامی اشرفی بریلوی)

آٹھویں چشتی بزرگ کا سماع کے بارے میں حکم ملاحظہ فرمائیے۔ ان بزرگ کا اسم شریف حضرت شیخ کلیم اللہ علیہ الرحمۃ والرضوان ہے۔ آپ محفل سماع قائم فرماتے تو مکان کے دروازے بند کر دیتے تھے۔ پھر کسی نا آشنا شخص کو اندر آنے کی اجازت نہیں دی جاتی تھی۔ اس سلسلے میں آپ کے یہاں سخت قانون تھا۔ جس کی پابندی لازمی طور پر کی جاتی تھی۔ رفتہ رفتہ صوفیاء نے ان قواعد کو چھوڑنا شروع کر دیا۔ جب شاہ صاحب نے یہ حال دیکھا تو سماع کی بجائے مراقبہ میں وقت صرف کیا جائے آپ صوفیاء کی حالت کو دیکھ رہے تھے۔ اسی لئے ڈرتے تھے کہ کہیں سماع کی شکل ہی مسخ ہو کر نہ جائے اور فرماتے جو شریعت پر نہیں چلا وہ گمراہ ہے۔ اللہ کے ولی آئندہ کی بات دیکھتے ہیں اسی بات کا تو نام کرامت ہے۔ اور حضرت سلطان المشائخ محبوب الہی سے کسی نے کہا کہ سماع آپ کے واسطے جائز جس طرح چاہیں سنیں۔ آپ نے فرمایا۔ جو شے حرام ہے۔ وہ کسی کے حلال کئے سے حلال نہیں ہو سکتی اور نہ حلال شے کسی کے حکم دینے سے حرام ہو سکتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان حضرات نے اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اتباع کی تو اللہ رب العزت نے ان کو ولایت عطا فرمادی۔ دیکھئے ولی حق شیخ کلیم اللہ رضی اللہ عنہ کا فرمانا آج واضح ہے۔ کہ آج کل سماع کی شکل ہی قطعاً مسخ کر دی ہے۔ اور پھر یہ نام کے صوفیوں کی بے راہ روی کہ گردہ در گردیہ رقص کرتے ہیں اور بعض جگہ تو انہی کے بیچ میں عورت بھی رقص کرتی ہے اور خانقاہوں میں طوائفیں بھرا کرتی ہیں۔ اور مرد بھی ناچتے ہیں۔ پتہ نہیں کہ یہ نام کے صوفی کون سے ولیوں سے نسبت رکھتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ شیطان کے بتائے ہوئے ولیوں سے نسبت رکھتے ہیں اور اگر اللہ کے ولیوں سے نسبت رکھتے تو ان کے فرمان عالی شان کی اس قدر کھل کر مخالفت نہ کرتے۔ ایسے نام کے صوفیوں سے کہا جائے تم ناچتے کیوں ہو۔ تو کہتے ہیں کہ اس وقت ہم حال میں ہوتے ہیں۔

اے جھوٹے صوفیو سنو! جو بزرگانِ چشت نے حال و وجد کے بارے میں فرمایا ہے اس کو بغور سن کر اپنے میں دیکھو کہ یہ باتیں تمہارے حال میں ہیں۔ تو سنو وجد کے لغوی معنی یافتہ پانے انوکھیں غمگین ہونے اور مالا مال ہونے کے ہیں۔ جب سالک کے وجود میں مستی عشق اتنی غالب ہو جائے کہ اسے خود اپنے وجود کی خبر نہ رہے تو اس مقام کو عالمِ قیوم و محویت کہتے ہیں یہ مقام حال ہے قال سے اسے کوئی تعلق نہیں حال کی شرح احاطہ تقریر و تحریر سے باہر ہے۔ اور جو شخص حال میں ہو وہ اگر آگ کے انبار میں گر پڑے تو آگ کی مجال نہیں جو اس کا بال بیکا کر سکے اور اگر دریا میں گر پڑے تو دریا کی مجال نہیں جو اس کو ڈبو سکے اور اگر پہاڑ سے نشیب میں گر پڑے تو کیا مجال ذرہ برابر چوٹ آجائے۔ اگر یہ باتیں نہیں تو تم جھوٹ بول رہے ہو۔ لعنۃ اللہ علی الکذبین۔ اور جہاں ڈھولک رکی اور ناچنے والے ہوش میں آگئے یہ کیسے حال والے حضرات ہیں وہ لوگ دن بھر بیہوش ہی پڑے رہتے تھے اور بعض تو دو دن اور بعض تو ایک ہفتہ تک بے ہوش رہتے اور بعض اسی حال کی بے ہوشی میں انتقال فرما جاتے۔ تو اے نام نہاد صوفیو تم میں کسی کو ایسا حال آیا یا آتا ہے اللہ سے ڈرو کہ تم جن کے بننے ہو انہیں کی مخالفت خوب دل کھول کر کر رہے ہو۔ تمہیں حشر کے دن ان سے کوئی مدد ملنا مشکل ہے۔ سنو سنو اور کان کھول کر سنو! فقیر نے اپنے اس مضمون میں صرف چشتی بزرگوں کے فرمان پیش کئے ہیں۔

اس مضمون میں کسی قادری بزرگ کا فرمان قلمبند نہیں کیا ہے۔ یہ اس لئے کہ بعض چشتی کہہ دیتے ہیں کہ نعوذ باللہ قادر یوں کو تو چشتیوں سے مخالفت ہے۔ اس لئے ایسی باتیں کرتے اور سماع کے خلاف مضمون بھی لکھتے ہیں۔ پھر وہی لفظ میں استعمال کروں گا۔

لعنۃ اللہ علی الکذبین اگر اپنے بزرگوں کے فرمان عالی شان پر گردن رکھ دو گے تو تمہیں ہر جگہ بھلائی ہی بھلائی حاصل ہوگی۔ ورنہ بچھتا نا ہی ہوگا۔ اور دین سے بھی دور ہو جاؤ گے۔ ہمارا کام سمجھانا ہے۔ تمہارا کام ہے مانو نہ مانو۔

بشکر یہ (ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف اضیاء)

خواب مُرشد

از: محترمہ نصرت حفیظ صاحبہ ”ماں جی“

جب سے یہ دنیا اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی ہے۔ اور جہاں جہاں بھی لوگ آباد ہیں۔ دنیا کے ہر حصے میں بسنے والے انسانوں، ہر قوم کے افراد اور تقریباً ہر آدمی کو کبھی نہ کبھی خواب ضرور آتا ہے۔ بعض لوگوں کو کثرت سے اور بعض کو کبھی کبھار آتے ہیں۔

خواب کے متعلق تمام روئے زمین اور عالم انسانی میں دو نظریات پائے جاتے ہیں۔ ایک گروہ کہتا ہے کہ خواب مستقبل میں پیش آنے والے واقعات کی نشاندہی کرتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ صرف وہم اور ذہنی بیماری کی دلیل ہے۔ لیکن یہ حقیقت بھی اپنی جگہ اٹل ہے۔ کہ اکثر خواب سچے ہوتے ہیں۔

احکاماتِ الہی کی روشنی میں خواب کی حقیقت کیا ہے۔ علم تعبیر کی فضیلت یہ ہے۔ کہ خداوند کریم نے اسے خاص انعام تعبیر فرمایا ہے۔ جس علم کو اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل و کرم ظاہر کیا ہے۔ وہ علم کتنا افضل و مبارک ہوگا۔ ارشادِ الہی کی ایک مثال یہ ہے۔ کہ سورۃ یوسف میں ارشاد فرمایا ”کہ اسی طرح ہم نے یوسف علیہ السلام کو اس ملک (مصر) میں سلطنت عطا فرمائی اور اس کو علم تعبیر سکھایا۔“

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعہ معراج کے بعد ایک خواب دیکھا۔ اس خواب کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس طرح ذکر کیا ہے۔ ”کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب کو سچ کر دکھایا۔“

اس ارشاد باری تعالیٰ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ خواب ایک نعمت ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے احکامات بندوں پر ظاہر ہوتے ہیں۔ یہ علم ایسا افضل ہے۔ کہ خداوند تعالیٰ کے نیک بندے نہ صرف اس پر یقین و ایمان رکھتے ہیں۔ بلکہ معبودِ برحق کے حکم پر تسلیم ختم کرتے ہیں۔

خواہ وہ احکام عالم بیداری میں ہوں۔ یا عالم خواب میں۔ جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں بشارت ہوتی ہے کہ وہ اپنے بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں اور باپ بیٹوں نے مل کر

نعم الہی کی تعیل کر ڈالی۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ایسے فرماتا ہے۔ کہ ”ابراہیم! بے شک تو نے اپنے خواب کو بچ کر دکھایا ہم اپنے نیک بندوں کو اسی طرح اجر دیتے ہیں۔“

ان احکامات الہی سے ظاہر ہوتا ہے کہ خواب صرف وہم یا خیالات پر مبنی نہیں ہوتے۔ بلکہ اسرار اور احکامات الہی کا ذریعہ اظہار بھی ہیں۔ خدا کے نیک بندوں کو جس طرح عالم بیداری میں احکامات الہی کا انکشاف ہوتا ہے۔ اسی طرح ان پر عالم خواب میں اسرار الہی اور احکام کا انکشاف ہوتا ہے۔ تو وہ پوری لگن سے ان پر کار بند ہوتے ہیں۔

خواب کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔
”آثار نبوت میں سے اب کوئی شے باقی نہیں رہی۔ لیکن مبشرات یعنی میرے بعد نبوت ختم ہو جائے گی۔ اور آئندہ ظہور میں آنے والے واقعات کو معلوم کرنے کا طریقہ مبشرات کے سوا اور کوئی نہ ہوگا۔“ صحابہ کرام نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبشرات کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ”اچھے یا بچے خواب۔“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مومن کا خواب نبوت کا چھیا لیسواں حصہ ہے۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس شخص نے خواب میں مجھے دیکھا اُس نے مجھ کو ہی دیکھا۔ اس لئے کہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا۔“

خواب کے متعلق اس تمہید کا میرا ایک خاص مقصد ہے۔ کہ میں ایک گنہگار، عاجز و مسکین بندی اپنے مرشد کریم حضرت پیر محمد علاؤ الدین صدیقی نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ کے خواب اپنے بہن بھائیوں تک پہنچانا چاہتی ہوں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی جانتی ہوں۔ کہ میری اوقات کیا ہے۔

سب سے پہلا خواب جو خود میں نے اپنے گنہگار کانوں سے مرشد کریم حضرت پیر محمد علاؤ الدین صدیقی نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ کی زبان صدیق سے سنا۔ اور پھر اسکی عملی صورت کو اپنی نظروں کے سامنے مکمل ہوتے دیکھا۔ آج وہ خواب ساری دنیا دیکھ رہی ہے اور ہر گھر میں

نور بکھیر رہا ہے۔ جب بھی مرشد کریم فیصل آباد رونق افروز ہوتے۔ اُن کے ارشادات خطابات، ملفوظات کو سی ڈی میں ریکارڈ کر لیا جاتا تھا۔

جب بھی ہم علامہ حافظ محمد عدیل یوسف صدیقی صاحب سے ملتے۔ تو اُن سے عرض کرتے کہ مرشد کریم کے ملفوظات کی سی ڈی کیبل والوں کو دے کر چلوائیں۔ تاکہ سب لوگ اس سے فیضیاب ہو سکیں۔

ایک دن حافظ صاحب نے ہمیں یہ خوشخبری سنائی۔ کہ حضرت صاحب دامت برکاتہم العالیہ ایک ٹی وی چینل قائم کرنا چاہتے ہیں۔ امید ہے کہ جلد اس کا قیام عمل میں آئے گا۔ اور ہم سب کی تشنگی ختم ہو جائے گی۔ پھر ایک دن حافظ صاحب نے ہمیں یہ خوشخبری سنائی۔ کہ ماں جی حضرت صاحب نے انگلینڈ میں نور ٹی وی قائم کر دیا ہے۔ اب ہم نے پوری کوشش کر کے شوق و محبت سے نور ٹی وی آن کیا۔ سبحان اللہ ٹی وی آن ہوتے ہی سکرین پر مرشد کریم کے نورانی چہرہ مبارک نے تمام گھر میں اپنا نور بکھیر دیا۔

میں نے ایک دن مرشد کریم حضرت پیر محمد علاؤ الدین صدیقی دامت برکاتہم العالیہ کو نور ٹی وی پر سنا۔ وہ اپنا خواب مبارک بیان فرما رہے تھے اور آج وہ خواب پوری دنیا کے سامنے روز روشن کی طرح عیاں اور سورج کی طرح چمک رہا ہے۔

مرشد کریم فرماتے ہیں۔ سحری کا وقت تھا۔ آسمان صاف تھا کسی حصے پر بھی ابر نہیں تھا۔ آسمان کے چاروں طرف سبز رنگ میں کلمہ شریف لکھا ہوا ہے۔ اور درمیان میں اللہ لکھا ہوا ہے۔ ایک ایک ذرہ زمین نور میں نہایا ہوا تھا۔ میری آنکھ کھل گئی۔ تہجد کا وقت تھا۔ میری کیفیت کچھ اور تھی۔ دل میں خیال آیا۔ رب کریم کسی سے دین کا کام لینا چاہتا ہے۔ ”تم سے ایک کام لیا جائے گا۔ ایسا کام کرو۔“

پھر نور ٹی وی معرض وجود میں آیا۔ یہ بھی مرشد کریم نے فرمایا کہ ٹی وی کا نام خود نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ”النور“ اس لئے اس کا نام نور ٹی وی رکھا گیا۔ سبحان اللہ

اب یہ نورانی وی گھر گھر نور کا پیغام پہنچا رہا ہے۔ الحمد للہ نورانی وی بنا۔ سب کے ذمے کام تقسیم ہوئے۔ کوئی حدیث مبارکہ پڑھائے۔ کوئی سیرت النبی، کوئی تفسیر القرآن، غرض ہر شعبہ کسی نہ کسی کو دے دیا گیا۔ لیکن کسی نے مثنوی شریف کی طرف دھیان نہیں کیا اور نہ ہی کسی نے کہا۔ کہ میں مثنوی شریف پڑھاؤں گا۔

اچانک القا ہوا۔ کہ مثنوی شریف کی طرف آؤ۔ میں نے نفل پڑھے دعا مانگی۔ تین دن درس دینے کے بعد چوتھے دن خواب میں مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ آئے۔ میرے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ آپ نے بالکل گھبرانا نہیں۔ میں آپ کے ساتھ ہوں۔ میں آپ کو رکے نہیں دوں گا۔ اُن کا چہرہ انور نور میں ڈوبا ہوا تھا۔

دوسری مرتبہ قونیہ میں اُن کے حکم پر گیا۔ رہی سہی کسر وہاں پوری فرمادی۔ اس کے بعد مثنوی شریف میری زندگی و روح بن گئی۔ انہوں نے درس مثنوی شریف کے لئے مجھے پسند فرمایا۔ الحمد للہ مرشد کریم فرماتے ہیں۔ کہ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے قونیہ بلایا۔ تو ان کے حزار اقدس پر زیادہ لوگ کو جمع نہیں ہونے دیتے تھے۔ اور زیادہ دیر بیٹھنے کی بھی اجازت نہیں دیتے تھے۔ مجھے ان کے حزار شریف کے قریب کرسی رکھ دی گئی اور میں بیٹھ گیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ کتاب کھولو۔ جہاں سے کھلے وہاں سے پہلے صفحے کا پہلا شعر کا ترجمہ اور تشریح بیان فرمائیں۔ ابھی آپ نے کتاب کھولی نہیں تھی۔ کہ پولیس اندر آئی۔ اور کہنے لگی۔ کہ آپ باہر نکلیں اور ہمارے ساتھ چلیں۔ مرشد کریم وامت برکاتہم العالیہ نے فرمایا۔ میں نے زیر لب کہا۔ کہ انہوں نے خود ہی بلایا ہے۔ اور وہ خاموش ہو کر ایک طرف کھڑے ہو گئے۔ آپ حضور نے وہ شعر پڑھا۔ اور اُس کی تشریح فرمائی۔ وہ بھی وہاں بڑے ادب و احترام سے کھڑے سنتے رہے۔ جب ختم ہو گیا تو مرشد کریم کو بہت عزت و احترام سے ملے اور انہیں اپنے ساتھ آفس لائے۔ اور وہاں انہیں چائے وغیرہ بھی پلائی۔

بزرگوں کے ساتھ رابطہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ یہ رابطہ اگر مضبوط ہو جائیں تو انسان بڑے سے بڑا کام کر گزرتا ہے اور کامیابی اس کے قدم چومتی ہے۔

مرشد کریم حضرت میر علاؤ الدین صدیقی نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ کا ایک خواب میں نے جمال نقشبند میں پڑھا۔ حضور فرماتے ہیں۔ کہ میں نے خواب دیکھا کہ دربار کے سامنے غیر ہموار پہاڑی پر عمارت ابھرتی ہوئی محسوس ہوئی۔ عمارت دیدہ زیب بھی تھی۔ اور پر شکوہ بھی۔ بس یقین ہو گیا۔ کہ خواب اپنی تعبیر کی طرف بڑھ رہا ہے۔ 1988ء میں اللہ کا نام لے کر ایک ایسی عمارت کا سنگ بنیاد رکھ دیا گیا۔ جو پیر صاحب کے ذاتی نقشے کے مطابق تھی۔ خود ہی نقشہ نویس، خود ہی ماہر تعمیرات، خیال صورت مجسم میں ڈھلنے لگا۔ دیکھتے ہی دیکھتے پہاڑ کی چوٹی پر ایک خوبصورت عمارت کا روپ لے گئی۔ منزل پہ منزل تعمیر ہوتی گئی۔ کشادہ کرے، پُر بہار برآمدے یوں تعمیر ہوتے گئے۔ جیسے کسی ماہر تعمیرات کی نگرانی حاصل کی ہو۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ کہ مرشد کریم حضرت میر محمد علاؤ الدین صدیقی دامت برکاتہم العالیہ ساری دنیا میں فیضانِ نبوت تقسیم کر رہے اور سب کے لئے رحمت و برکت کا باعث ہیں۔ آپ کے بارے میں جتنا سنا اور دیکھا۔ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ہزاروں جان سے غار ہیں۔ آپ کی زندگی کا اولین مقصد عشق حبیب صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ آپ کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بھی بے پناہ محبت ہے۔ اور یہی محبت ہمیں اُن کے نام کے حصے میں بھی نظر آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنے مرشد کریم کے نقش قدم پر چلتے ہوئے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے محبت کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

 امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی
 تعلیمات کو عام کرنے کیلئے عظیم الشان پروگرام **مجدد الف ثانی** رحمۃ اللہ علیہ منایا
 جائے۔ اپنے محلے، شہر، قریبی مساجد اور گھروں میں بھی تقاریب منعقد فرمائیں۔
 الدامی الی الخیر:- صوفی غلام رسول نقشبندی مجددی، محمد عارف نقشبندی، محمد سعید نقشبندی، اسلم باجوہ نقشبندی
 محمد صفدر صدیقی، محمد عثمان قادری، محمد عدیل یوسف صدیقی و خدام محی الدین ٹرسٹ انٹرنیشنل فیصل آباد

سین لو آلفے
ڈیز سے ہی
دلوں کو اطمینان
پتا ہے

الْآنِذِكُ لِلَّهِ تَحْمِلُ الْقُلُوبِ

ہر انگریزی ماہ کے پہلے ہفتہ والے دن بعد نماز عصر تراغشاء

محفلِ ذکرِ کبریا

بمقام

آستانہ مبارک ڈھوک کشمیریاں راولپنڈی 051-4907744

خطاب و درغا
افتاب علم و حکمت واقعہ روزِ حقیقت
سفیرِ عشق رسول سرتاج الاولیاء، مرشدِ کرم
حضرت علامہ
پیر محمد علاء الدین صدیقی

زینتِ بچادہ آستانہ عالیہ نیریاں شریف آزاد کشمیر
پاسداری محمد علی نورانی • بانی محمدیہ اسلامیہ تعلیمی و تحقیقی ادارہ • محمدیہ انٹرنیشنل ٹرسٹ
چیمبرمین محمدیہ انٹرنیشنل ٹرسٹ انٹرنیشنل چیمبرمین نورانی وی

خدا محمدی الدین ٹرسٹ انٹرنیشنل فیصل آباد

0321-7840000 0321-7611417

32 مفرانظر ۱۳۳۶ ہجری

ہم اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک دل کا سرور مرشدِ کرم، عظیم علمی و روحانی شخصیت

حضرت پیر محمد علاء الدین صدیقی صاحب

طالبہ دین
سرکار کو شہر فیصل آباد قدم رنجہ فرمانے پر شکر گزار ہیں۔

ملک محمد آصف اقبال صدیقی و جملہ پیر بھائی

طالبہ دین
ریٹائنس کارگو اینڈ کوریئرس فیصل آباد 0321-6624401

عبد الناصر صدیقی غوثیہ روخانہ پتلا کالونی نمبر 2 فیصل آباد 0322-8667577

ہم مرکزی میلاد کمیٹی فیصل آباد کے چیئرمین

عاشقِ مدینہ حضرت قبلہ حاجی منیر احمد نورانی صاحب

ڈاکٹر عبدالشکور ساجد انصاری صاحب صدارتی ایوارڈ یافتہ سیرت نگار و تمام ممبران
میلاد کمیٹی کو ہر سال جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں تمام غیر شرعی امور سے بچنے کی
ترغیب، آگاہی اور اکابرین کی طرح ہر جائز طریقہ کو اپنانے کا درس اور اصلاحی اجلاس
میں مقتدر علمائے کرام کو مدعو کر کے محافل میلاد کے بانی حضرات، بجاوٹ کرنے والے
عاشقانِ رسول کو جمع کر کے دعوتِ فکر دینے پر خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں۔ اصلاحی
اجلاس ہر شہر میں ہونے چاہیں تاکہ ہم تمام غیر شرعی امور سے بچ کر پاکیزہ محافل اور جشن
مناکر سرخرو ہو سکیں۔

محمد عادل اشفاق صدیقی

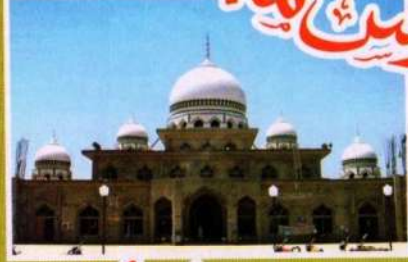
منجانب: خدام محمدی الدین ٹرسٹ انٹرنیشنل فیصل آباد

شیخ نورانی زہرہ آگہ نمند
 با سخن ہم نور را ہم نمند
 شیخ نورانی زہرہ آگہ کا ہے
 آپ کا نام کے ساتھ نور بھی ہوا کرتا ہے
 (۳۱ سالہ برادری)



غلام محمد الدین غزنوی
 نورانی سلسلہ کے امام و سربراہ
 نورانی سلسلہ کے امام و سربراہ

مستقل اکثر عیدیں مبارک
 2 روزہ



زینتِ عمارت و خجستہٴ حیات
 آفتابِ علم و حکمت و اقوام و حقیقت

مرکز
 جامعہ مدرسہ
 محمدی الدین
 سدھار
 جھنگ روڈ فیصل آباد
 پروگرام

مرتب الاولیاء مرشد کرم
 علامہ
 پیر محمد علاء الدین صاحب
 صلی اللہ علیہ وسلم

زینتِ عبادہ آستانہ عالیہ خیابان شریف آزاد کشمیر
 چانسلر محی الدین سلسلہ نورانی پوری • چیئرمین، محی الدین ٹرسٹ انٹرنیشنل
 بانی، محی الدین اسلامی میگزین کالج میونسپل نورانی محی الدین انٹرنیشنل کنگڈم کالج انگلینڈ

پہلی نشست 4 دسمبر بروز جمعرات بعد نماز عشاء
 تلاوت، نعت خوانی، ختم خواجگان، خطابات علماء کرام
 دوسری نشست 5 دسمبر بروز جمعہ المبارک
 آغاز تقریب عید 9 بجے صبح — تلاوت، نعت خوانی
 خطاب پیشانی مرشد کرم حضرت پیر علاء الدین صدیقی صاحب
 نماز جمعہ المبارک 1 بجے بعد نماز جمعہ المبارک سنگھ سید تقی

5-4 دسمبر
 جمعہ مبارک
 2014

غلام محمد الدین ٹرسٹ انٹرنیشنل فیصل آباد

0321-7840000, 0321-7611417
 0300-9654311, 0312-9658338

الذی
 الدین